امراؤ جان ادا

امراؤ جان ادا

دلاورحسین : ہوں داروغہ کے بچے۔۔۔۔۔ جاؤ میرے شیرو،
ہش ۔۔۔۔۔۔۔۔شاباش۔۔۔۔۔۔

امراؤ کا باپ: میرا شیرازی

دلاور : کس کا شیرازی، ٹکڑی تو ہم توڑ کے لائے
ہیں۔ سرکار میں دعویٰ کرو تو بھی نہ ملے

امراؤ کا باپ: میں پیسے دینے کو تیار ہوں

دلاور : آٹھ آنے دو

امراؤ کا باپ: آٹھ آنے میں تو چھ کبوتر ملتے ہیں

بخش : تو، لے آؤ چار آنے میں تین کبوتر

دلاور : ارے چار آنے میں کیا چار روپے میں کہو
جھوٹی گواہیاں دے کے بہت مال جمع کیا ہے
آپ نے یاد ہے

امراؤ کا باپ: ہم نے کوئی جھوٹی گواہی نہیں دی

دلاور : بڑا آیا کبوتر لینے۔

امراؤ کی ماں: اس نے کبوتر پالے ہی اسی لیے ہیں کہ
وہ تم کو تنگ کرے۔ موا چھٹا ہوا ہے ،
جانے کون سی گھڑی تھی جو تم نے اس کے
خلاف گواہی دی تھی، بارہ سال کی سزا کاٹ
کے آیا ہے اتنی، آسانی سے۔۔۔ تھوڑی
چھوڑے گا۔ تم نے آخر اس کےخلاف گواہی
دی کیوں تھی؟

امراؤ کا باپ: برانی والے صاحب نے قرآن پاک پہ ہاتھ رکھوا
کے پوچھا کہ داروغہ یہ دلاور کیسا آدمی ہے۔
میں نے کہہ دیا۔

امراؤ : ابا آج شام کو بہت سے امرود لے کے آنا،
نارنگیاں بھی، اور ابا گڑیا بھی۔

امراؤ کا باپ: اچھا بٹیا۔

امراؤ کی ماں: نگوڑ ماری منگنی ہو گئی لیکن گڑیوں کا شوق
نہیں گیا چل ادھر آ۔

امراؤ کا باپ: جاؤ۔ خدا حافظ

امراؤ کی ماں: خدا حافظ

امراؤ : کہو گائے۔

امراؤ کا بھائی: گائے۔

امراؤ : گائے کا بچہ۔

امراؤ کا بھائی: گائے کا بچہ۔

امراؤ : گائے کھائے چارا۔

امراؤ کا بھائی: گائے کھائے چارا۔

امراؤ : ہم کھائیں گڑ۔

بچہ : ہم کھائیں۔

دلاور : تم یہیں ٹھہرو۔ گاڑی تیار رکھو۔

امراؤ : ہم کھائیں گڑ۔

بچہ : نہیں ہم ابا سے کہیں گے۔

امراؤ : اچھا منہ نہیں پکڑیں گے۔

بچہ : ہم کھائیں گڑ۔

دلاور : اور چھوٹے میاں کیسے ہو؟ ہیں؟آپ نے چپ چاپ منگنی کر لی ہمیں بلایا نہیں۔ اپنے دلاور چچا کو یاد نہیں رکھا۔ارے ہاں آپ کے ابا پیسے دے گئے ہیں آؤ کبوتر لے لو، ہیں آؤ

آؤ بیٹا ڈرو مت آؤ۔

امراؤ : ٹھہرو ، ہاں۔

دلاور : شاباش۔

امراؤ : ہم ابھی آتے ہیں۔

دلاور : آؤ آؤ بیٹا کبوتر لے لو آؤ، چلو۔۔۔۔۔۔۔ اے بخش گاڑی روکو۔

بخش : اچھا۔

دلاور : یہ جگہ ٹھیک معلوم ہوتی ہے۔ کیوں؟

بخش : اسے تو مار ڈالو گے مگر ہمارا روپیہ؟

دلاور : گلے گلے پانی ہے۔

بخش : ہم تو کچھ اور ہی سمجھ تھے۔

دلاور : اماں کہیں سے نہیں ہو سکا تو کبوتر بیچ کے دیں گے۔

بخش : ہوں، اماں ایک بات بتائیں۔

دلاور : کہو۔

بخش : لکھنو چل کے اس چھوکری کے پیسے کھرے کر لو۔

دلاور : ہوں۔

بخش : ٹھیک ہے چلو بیٹھو۔

امراؤ کی ماں: امیرن صبح سے غائب ہے۔ وہ باہر بھیا کے ساتھ کھیل رہی تھی اس کمینے دلاور نے کبوتر دینے کے بہانے بلایا تھا۔ جائیے خدا کے واسطے جائیے

امراؤ کا باپ: --------میں دیکھتا ہوں۔

امراؤ کی ماں: میری بچی کو ڈھونڈ کے لے آیئے-------- ہائے اللہ، میری بچی کہاں ہے، امیرن کہاں گئی!؟

امراؤ کا باپ: تمام ڈھونڈ ڈالا، کہیں نہیں ملی۔

امراؤ کی ماں: میری گڑیا، میں کہاں ڈھونڈوں، ہائے اللہ

اذان کی آواز: اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔

ایک عورت: لو کھانا کھاؤ۔

رام دئی : تم نہیں کھاؤ گی۔

امراؤ : تمھارا نام کیا ہے؟

رام دئی : رام دئی، تمھارا؟

امراؤ : امیرن، تمہیں بھی پکڑ کے لائے ہیں؟

رام دئی : ماں اور باپو کے ساتھ میلے میں گئی تھی وہاں
سے مجھے پکڑ لائے۔

ایک عورت: تو یہی ہیں۔

دوسری عورت: سلام کرو۔

ایک عورت: یہ والی کتنے میں پٹے گی؟

دوسری عورت: ایک توڑا۔

ایک عورت: توڑا !تیرے یار نے بھی دیکھا ہے کبھی ہزار
روپیئے (روپے) ہوتے ہیں اس میں، مالزادی
ہمیں تیرانے چلی ہے۔

دوسری عورت: اے بوا تم تو بگڑ گییں۔

ایک عورت: آئے ہائے بگڑنے کی تو بات ہی ہے چھتیسیوں
کو محلوں میں پہنچا چکی ہوں۔ پانچ سو سے اوپر
بات کبھی گئی ہی نہیں۔

بخش : ہاں اب تمہیں کچھ کہو۔

ایک عورت: دو سو ملیں گے۔

دوسری عورت: شکل دیکھو ہاتھ پاؤں دیکھو، پھر کہو۔

ایک عورت: کہہ دیا ناء صرف دو سو روپے۔

دوسری عورت: دو سو میں دوسری لے جاؤ۔

ایک عورت: صورت تو اس کی بھی بری نہیں۔ ذرا سانولی ہے۔ کاٹھی بھی کمزور ہے۔ ڈیڑھ سو روپے دے دوں گی اس کے۔

دوسری عورت: منظور۔

ایک مرد : بیگم صاحب نے کہا تھا، رنگ صاف ہو۔

ایک عورت: ہم پہلے والی کو لے جائیں گے یہ لے دو سو روپے گن لے۔

دوسری عورت: جی۔

ایک عورت: چل چھوکری۔

(راگ) جھولا کن نے ڈالا رے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جھولے مورا سیاں لوں میں بلیاں۔۔۔۔۔۔

جھولا کن نے ڈالا رے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اموا کے پیڑوا پہ جھولا جھلت ہیں۔۔۔۔۔۔۔

اموا کے پیڑوا پہ جھولا جھلت ہیں۔۔۔۔۔۔۔

پکڑی لی بیاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جھولا کن نے ڈالا رے۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جھولا کن نے ڈالا رے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈرمو ہے لاگے جیا مورا لرزے

ڈرمو ہے لاگے جیا مورا لرزے۔۔۔۔۔۔۔۔

ہولے ہولے جھلنا جھولاؤ مورے سیاں

ہولے ہولے جھلنا جھولاؤ مورے

جھولا کن نے ڈالا رے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی : آداب۔

خانم : آؤ۔

دلاور : آداب۔

خانم : آداب۔

دلاور : آداب کہو۔

خانم : یہی چھوکری ہے؟

بخش : جی ہاں۔

خانم : یہاں آؤ بیٹی۔

دلاور : جاؤ جاؤ۔

خانم : بیٹھو۔

دلاور : کتنے ملیں گے؟

بخش : جو کچھ ملے گا آدھا تمہارا، آدھا ہمارا ٹھیک۔

خانم : اچھا تو ہم نے جو کچھ کہہ دیا وہ موجود ہے اور وہ دوسری چھوکری کیا ہوئی۔

بخش : جی اسے تو بیگم صاحب نے اپنے گھر کے لے لیے لیا۔

خانم : کتنے میں؟

بخش : چار سو روپے میں۔

(پس منظر میں کوئی راگ :چھنن، چھنن ـــــ)

خانم : صورت شکل کی اچھی تھی،! اتنے تو ہم بھی دے دیتے۔

بخش : صورت تو اس کی بھی اچھی ہے۔

دلاور : جی ہاں اچھی ہے۔

بخش : جی ہاں۔

خانم : ہاں آدمی کا بچہ ہے۔

بخش : جو کچھ ہے آپ کے سامنے موجود ہے۔

(پس منظر میں راگ)

خانم : حسینی ، صندوقچہ لاؤ۔

(پس منظر میں راگ: چھنن چھنن نا نا بچھوا)

خانم : لو۔

دلاور : جی شکریہ۔

بخش : آداب۔

دلاور : آداب۔

خانم : حسینی۔

حسینی : ہوں۔

خانم : ڈھائی سو روپے میں یہ چھوکری مہنگی تو معلوم نہیں ہوتی۔

حسینی : مہنگی! میں تو کہتی ہوں سستی۔

خانم : آں ایسی سستی بھی نہیں۔ خیر ہو گا صورت تو بھولی بھولی ہے۔ خدا جانے موے کہاں سے پکڑ لاتے ہیں۔ ذرا بھی خوف خدا نہیں حسینی ہم بالکل بے قصور ہیں، عذاب ثواب انہی مردوں کی گردن پر ہوتا ہے ہم سے کیا، یہاں نہ بکتی، کہیں اور سہی۔

حسینی : خانم صاحب، یہاں اچھی رہے گی آپ نے سنا نہیں بیویوں میں لونڈیوں کی کیا گتتی ہوتی ہیں

خانم : اے ہے سنا کیوں نہیں ابھی اسی دن کا ذکر ہے، سنا تھا سلطان جہاں بیگم نے اپنی لونڈی کو کہیں اپنے میاں سے بات کرتے دیکھ لیا تھا

حسینی : ہائے

خانم : سینچیوں سے داغ کے مار ڈالا۔

حسینی : ہائے اللہ، قیامت کے دن ایسی بیویوں کا تو منہ کالا ہوگا۔۔۔بی بی یہ چھوکری آپ مجھے دے دیجیے میں پالوں گی۔ مال آپ کا، خدمت میں کروں گی۔

(پس منظر میں موسیقی)

خانم : تمہیں پا لو۔

حسینی : بٹیا کہاں سے آئی ہو۔

امراؤ : بنگلا سے۔

حسینی : بنگلا سے۔

خانم : اے ہے، کیا ننھی ہو، اتنا بھی نہیں جانتیں فیض آباد کو بنگلا بھی کہتے ہیں۔

حسینی : اچھا تیرا نام کیا ہے؟

امراؤ : امیرن۔

بسم اللہ : ہمارا نام بسم اللہ ہے۔

خانم : بھئی یہ نام تو ہمیں پسند نہیں ہے ہم تو اسے امراؤ کہہ کر پکاریں گے۔

حسینی : سنا بچی اب تم امراؤ کے نام پہ بولنا۔ جب بی بی کہیں امراؤ تم کہنا جی ہاں۔ چلو کچھ پیٹ میں ڈال لو۔

بسم اللہ : امراؤ۔

امراؤ : جی۔

حسینی : تیرے ابا کیا کرتے ہیں۔

امراؤ : داروغہ ہیں۔

حسینی : کہاں کے داروغہ؟

امراؤ : بہو بیگم کے مقبرے کے۔

حسینی : اچھا،سو جاؤ۔

حسینی : امراؤ امراؤ، امراؤ، اے مکا، دیکھنا اسے۔ آ جا ، کیا ہو گیا تھا تجھے، ہیں؟ نہ جانے کیا ہو گیا۔

خانم : کیا ہوا۔؟

حسینی : ۔۔۔۔۔۔۔سو رہی تھی اچانک اٹھ کر بھاگ گئی۔

خانم : مالزادی۔۔۔۔۔۔۔۔ بھاگے گی کہاں بھاگے گی بول۔

مولوی : بس کیجیے، خانم صاحب، بچی ہے۔

خانم : بچی ہے حرام زادی، حرافہ۔

حسینی : ارے جانے بھی دیجیے۔

مولوی : بس اتنا کافی ہے۔ اب یہ ایسی حرکت کبھی نہیں کرے گی۔

خانم : اگر گھر سے باہر قدم نکالا تو ٹانگیں توڑ کر رکھ دوں گی ۔

حسینی : نہیں جائے گی۔

خانم : لے جاؤ اسے۔

حسینی : نہیں جائے گی۔

خانم : حرامزادی۔

حسینی : کیا ہوا، دیوانی ہو گئی تھی کیا، جا کہاں رہی تھی ایسی رات بے رات اکیلی نکلی تو کوئی تجھے تلوار سے دو ٹکڑے کرکے ڈال دے گا۔

مولوی : ہاں۔

حسینی : چوک میں بہت بدمعاش رہتے ہیں۔

مولوی : بہت۔

حسینی : ایسے کبھی نا جانا بٹیا اب تو یہی تیرا گھر ہے آنسو پونچھ لے اور چل آ چل ، چل، بیٹا

مولوی : چلو۔

حسینی : چلو آؤ بٹیا۔

خانم : آگئیں۔

حسینی : جی۔

خانم : خان صاحب کو تسلیم کرو۔

امراؤ : تسلیم۔

خان صاحب: جیتی رہو۔

خانم : بس آج سے خان صاحب تمہیں بھی گانا سکھائیں گے، سیکھو گی؟

امراؤ : جی۔

خانم : بڑے گُنی استاد ہیں۔ دل لگا کے سیکھ لو گی تو سارے لکھنؤ میں نام ہو جائے گا۔ سب تمھارا گانا سننے آیا کریں گے۔ دربار تک رسائی ہوگی

حسینی : زیور، پیسہ اور روپیہ ملے گا، سو الگ۔

خانم : ہاں بسم اللہ کیجیے خان صاحب۔

خان صاحب: دایاں ہاتھ بڑھاؤ بیٹا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہمارے ساتھ گاؤ بیٹا۔

(راگ) : آ ۔ آ۔

اب موری نیا پا ر کرو تم

اب موری نیا پار کرو تم
حضرت نظام الدین اولیاء
اب موری نیا کرو تم

اب پیا آئے مورے مندروا

اب پیا آئے مورے مندروا

------میں دھوم مچایو-------

------اپنے نام---------

---------میں دھوم مچایو

(راگ جاری): -----------------

چوڑیاں تڑگ گییں--------اناری

بانسری باندھ رہی دھن مدھر کنھیا

مولوی : خبرے تحیر عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
خبرے تحیر عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔
نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ وہ میں رہا نہ وہ تو رہا
جو رہی سو بے خبر رہی
ہیں، اب دیکھو یہ بے خبری یہ بے خبری وہ نہیں جو کسی بات کو نہ جاننے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہ بے خبری ہے عشق کی انتہا۔ جہاں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔کچھ بھی نہیں رہتا ہے نہ جنوں رہا نہ پری رہی یعنی نہ عاشق نہ معشوق۔ یہ عشق بس رہ جاتا ہے، ایک ایسا عالم جسے شاعر بے خبری کہتا ہے اور اب یہی بے خبری اس شعر کا حسن ہے

امراؤ : سبحان اللہ ، مولوی صاحب کبھی کبھی میرا جی بھی چاہتا ہے کہ میں شعر کہنے لگوں۔

مولوی : ہاں ہاں ضرور کہا کرو۔ دل کے جذبات کے

اظہار کرنے کا اس سے بہتر طریقہ نہیں ہے۔

امراؤ : آپ، آپ اصلاح دیا کریں گے؟

مولوی : یہ، یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے۔

گوہرمرزا : امراؤ سنو تمہیں خانم بلا رہی ہیں۔

امراؤ : کیوں خیر تو ہے؟

گوہر : یہ تم انہیں سے پوچھو۔

امراؤ : خانم صاحب، آپ نے مجھے بلایا؟

خانم : نہیں تو، کس نے کہا؟

امراؤ : گوہر مرزا نے ۔

خانم : گوہر مرزا نے؟

امراؤ : جی۔

خانم : اس کی تو شکل بھی میں نے دو دن سے نہیں دیکھی۔ افشاں لانے کے لئے دو روپے دیے تھے۔ موا، ڈومنی کا جنا کھا گیا ہو گا۔ ہمیشہ کی طرح۔ اے، جا، بھیجنا تو اس مردار کو میرے پاس۔

امراؤ : اللہ، ارے، ارے گوہر مرزا، یہ تو نذر کا

زردہ ہے

گوہر : ہوں، بھئی و اللہ ۔ امراؤ تم تو خالہ حسینی سے بھی زیادہ اچھا زردہ بناتی ہو۔

امراؤ : افوہ

گوہر : ـــــــــــــــمیٹھاــــــــــــــــ

امراؤ : بے شرمــــــــــــــــ، بے غیرت، چوری کرکے کھاتے ہو۔ میں نے تو درگاہ بھیجنے کو بنایا تھا۔

گوہر : ارے تو رو کیوں رہی ہو درگاہ میں بھی تو کوئی کھاتا ہی آخر ہوں۔

امراؤ : اللہ کرے تمہیں ہیضہ ہو جائے۔ تم ابھی مر جاؤ

گوہر : ـــــــــــــــــــــــــــــــ

امراؤ : ابھی مر جاؤ تم

گوہر : بات تو سنو، ارے

امراؤ : مر جاؤ تم

گوہر : خانم بیگمــــــــــــــخانم صاحبــــــــــمیری بات، میری بات سن لو

کوئی لڑکی: ملکہ جل گئیں تم۔

دوسری لڑکی: جلیں میرے دشمن۔

خانم : ارے وہی دیجیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم گاؤ۔

کوئی مرد : ہاں ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جوہری : نئے نمونے کے ہیں

خانم : اچھا وہ، وہ ذرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دکھایئے

جوہری : یہ

خانم : خوبصورت ہے نا،

خانم : اس کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہاں ہیں؟

جوہری : معاف کیجیے بیگم صاحبہ، وہ کاریگر نے تیار نہیں کی

خانم : آج ہی بھجوا دیجیے، پرسوں تو مسی ہے،

جوہری : اچھی بات ہے،

خانم : اے حسینی۔

حسینی : جی۔

خانم : وہ بنت کہاں ہے جو دلی سے آئی تھی

حسینی : خانم صاحب ،میں نے اندر صندوقچی میں رکھی

ہے۔

خانم : افوہ، مولوی صاحب کی ٹوپی میں ٹانکنے کے لیے رکھی ہے کیا ؟ لے کر آؤ جلدی سے

جوہری : خانم صاحبہ آپ کی باتیں بڑی دلچسپ ہوتی ہیں۔ یہ لیجیے، یہ کنگن میں نے بنائے ہیں۔

حسینی : دوڑا دوڑا کے پاؤں توڑ ڈالے۔ حسینی یہ کروحسینی وہ کرو اتا (اتنا) بڑا جلسہ اور اکیلی حسینی، ہوں۔۔۔ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

مولوی : آپ تو ہمیں بھول ہی گئیں بھوک بہت لگی تھی سوچا اکیلے ہی کھا لو۔

حسینی : ذرا سا انتظار نہیں کر سکتے تھے ہاں کیوں کرو میں کوئی نکاحی بیوی تھوڑی ہوں۔

مولوی : ہوں اب تو ذرا ذرا سی بات پہ روٹھنا چھوڑ دو، لو کھا لو

حسینی : نہیں کھاتی۔

مولوی : بھئی تمہیں ہماری جان کی قسم، میری حسنا،

لو کھا لو۔

حسینی : بنانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔

گوہر : دل ہی نہیں حضور میری جان۔

امراؤ : ---------------

حسینی : اے ہٹو، کوئی ہے۔

امراؤ : مولوی صاحب۔

مولوی صاحب: ایک اور غزل کہہ لی،بھئی ماشاء اللہ، کیا رفتار ہے۔سناؤ۔

امراؤ : دل ہی نہیں حضور میری جان لیجیے۔
بس ایک بار میرا کہا مان لیجیے۔

مولوی : واہ، ہوں مطلب برا نہیں ہے لیکن دو باتوں کا دھیان رکھا کرو۔

امراؤ : جی۔

مولوی : ایک تو خیال کی نزاکت اور دوسرے الفاظ کی بندش۔ ہوں۔ اے، میؔر کا ایک شعر ہے۔

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے-----،۔ہوں

نازکی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی ایک گلاب کی سی ہے

گوہر : واہ ۔

امراؤ : واہ۔

گوہر: واہ، لیکن مولوی صاحب، آپ تو استادوں کی بات کر رہے ہیں۔ انھوں نے تو ابھی شاعری شروع کی ہے، شاعری۔

امراؤ : مطلع کی اصلاح کیجیے نا، مولوی صاحب۔

مولوی : اچھا، ہوں، تم نے کہا ہے۔ دل ہی نہیں حضور میری جان لیجیے، دل ہی نہیں حضور، ۔۔۔۔۔اسے ذرایوں کہو،نا دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجیے

دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے
بس ایک بار میرا کہا مان لیجئے

امراؤ : آ۔ آ۔ آ

دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے
دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے

بس ایک بار میرا کہا

بس ایک بار میرا کہا مان لیجئے

بس ایک بار میرا کہا مان لیجئے

دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے

اس انجمن میں آپ کو ---------

اس انجمن میں ---آ---آ

اس انجمن میں آپ کو آنا ہے بار بار

آنا ہے بار بار

دیوارو در کو غور سے

دیوار و در کو غور سے پہچان لیجئے

دیوار و در کو غور سے پہچان لیجئے

دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے

مانا کہ دوستوں کو نہیں

دوستوں ، دوستوں کو نہیں

مانا کی دوستوں کو نہیں دوستی کا پاس

لیکن یہ کیا کہ غیر کا

لیکن یہ کیا کہ غیر کا احسان لیجئے
لیکن یہ کیا کہ غیر کا احسان لیجئے
دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجئے
کہیے تو
کہیے تو آسمان کو
کہیے تو آسمان کو زمین پر اتار لائیں
مشکل نہیں ہے کچھ بھی
مشکل نہیں ہے کچھ بھی اگر ٹھان لیجئے
بس ایک بار
بس ایک بار
بس ایک بار میرا کہا مان لیجئے
مان لیجیے
مان لیجیے

کوئی نواب: چلو۔
کوئی نواب: یہ لیجیے۔
کوئی عورت: پہنایئے نا۔
کوئی نواب: پسند آیا، نا۔

کوئی عورت : ہوں ۔ بہت۔

کوئی نواب : ہا۔

گوہر : آئینے کے پاس تو کچھ نہیں، تو میری آنکھ میں دیکھ تصویر ہے۔

امراؤ : ہمارے لیے ہے ؟

گوہر : ذرا گھوم کے تو دکھاؤ۔

امراؤ : آپ ہی گھوم لیجیے ، نا۔

کوئی : ـــــــــــــــــــــــــ

خانم : حرام زادے۔ جوانی کا جوش دکھانے کے لیے میری ہی نو نوچیا رہ گئی ہے۔ میں نے تجھے خاک سے پاک کر دیا ہے

گوہر : ـــ

خانم : بتا۔۔بتا میں نے تجھے کیا نہیں دیا۔ رہنے کو جگہ دی، پہنے کو کپڑے دیے اور پیسہ دیا اور۔

گوہر : ـــــــــــکی قسم میں نے کبھی کسی کو

آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھا وہ امراؤ نے تو
خود مجھے بلایا تھا۔

خانم : مجھے۔۔۔۔چلا ہے کمینے ۔ نکل جا یہاں سے میں تیرا منہ تک دیکھنا نہیں چاہتی۔ اگر چوک میں دوبارہ قدم رکھا تو ٹانگیں تڑوا دوں گی نکل یہاں سے دفع ہو یہاں سے۔

گوہر : جا را (رہا) ہوں ۔

کوئی نواب: آداب میاں خیریت تو ہے؟

گوہر : جی خدا کا شکر ہے۔

کوئی نواب : آداب عرض۔

خانم : آیئے ۔ آیئے نواب صاحب، تشریف لایئے

نواب : جی۔

خانم : آیئے۔ بیٹھیے۔

نواب : شکریہ، بسم اللہ جان کہیں باہر گئی ہوئی ہیں؟

خانم : چاہنے والا ہو تو آپ جیسا۔ ابھی تک بسم اللہ کی رٹ لگی ہے۔ گلوری لیجئے۔

نواب : آداب۔ آپ تو جانتی ہیں خانم صاحب،" دل کے

آنے کے ڈھنگ نرالے ہیں"

خانم : اوئے ہائے، ملکہ یا بہار پسند نہیں آئی آپ کو؟

نواب : اب کیا عرض کروں۔

خانم : امراؤ کے بارے میں کیا خیال ہے آپ کا؟

نواب : جی۔ واللہ۔ آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔

خانم : آپ کہیں تو کل ہی آپ کی نوکری میں دے دوں۔

نواب : تو پھر ہم اس بات کو پکی سمجھیں؟

خانم : بالکل، بس رسم کے لیے کچھ بندوبست کر دیجیے۔ کم سے کم پانچ توڑے تو لگیں گے

نواب : پانچ توڑے؟

خانم : حضور کی عزت کا سوال ہے نواب صاحب۔

نواب : اس کے لیے تو ہمیں گاؤں جانا پڑے گا۔

خانم : سوچ لیجیے سرکار، اور بھی کئی جگہ سے بات آئی ہے۔

نواب : تو پھر ہم آج ہی چلے جاتے ہیں۔

نواب سلطان: کس کس طرح سے مجھ کو نہ رسوا کیا گیا
کس کس طرح سے مجھ کو نہ رسوا کیا گیا
غیروں کا نام میرے لہو سے لکھا گیا

سامعین : واہ ۔ واہ ۔ واہ۔ کیا خوب، سبحان اللہ۔۔۔ بہت ماشا سبحان اللہ واہ، واہ ۔

کوئی نواب: آداب۔

کوئی سامع: تشریف رکھیے، بسم اللہ بسم اللہ۔ تشریف رکھیے۔ بسم اللہ

میر مشاعرہ : کس کس طرح سے مجھ کو نہ رسوا کیا گیا

گوہر : بسم اللہ۔

نواب سلطان: ارشاد۔

گوہر : جی تو عرض کیا ہے۔

سامع : ارشاد

گوہر : دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجیے

کوئی سامع: دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجیے
دل چیز کیا ہے آپ میری جان لیجیے

گوہر: بس ایک بار میرا کہا مان لیجیے

سامعین : بھئی ماشاء اللہ، ماشاء اللہ، ماشاء اللہ بہت خوب،

بہت خوب، ماشاء اللہ واہ، واہ

گوہر : اس انجمن میں آپ کو آنا ہے بار بار

سامعین : اس انجمن میں آپ کو آنا ہے بار بار

گوہر : دیوار و در کو غور سے پہچان لیجیے

سامعین : واہ، وا، بہت خوب، کیا

[پس منظر میں]: آ آ آ

نواب سلطان: جناب۔

گوہر : جی۔

سلطان : یہ غزل۔

امراؤ (پس منظر میں): اس انجمن میں۔

سلطان : آپ کی تو معلوم نہیں ہوتی۔

امراؤ (پس منظر میں): اس انجمن میں آپ کو

اس انجمن میں آپ کو آنا ہے بار بار

گوہر : حضور، جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں

امراؤ (پس منظر میں): آنا ہے بار بار

سلطان : کہیے

گوہر : یہ غزل میری نہیں ہے

امراؤ(پس منظر میں) : دیوار و در کو غور سے

گوہر : امراؤ جان ادا کی ہے۔

سلطان : امراؤ جان؟

گوہر : جی۔

امراؤ (پس منظر میں):

پہچان لیجئے۔

سلطان : ہم نے تو یہ نام پہلے کبھی نہیں سنا۔

امراؤ (پس منظر میں):

دیوار در کو غور سے

گوہر : حضور

امراؤ (پس منظر میں):

پہچان لیجیے۔

گوہر : امراؤ جان کی تعریف کرنا تو سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

امراؤ (پس منظر میں):

پہچان لیجیے۔

گوہر : ایسی حسین کہ پرستان کی پری زہر کھاوے۔
شاعرہ ایسی کہ استاد کان پکڑیں۔ اور آواز،
آہا شعلہ سا لپک جائے ہے آواز تو دیکھو۔

گوہر : خانم صاحب آداب، خانم صاحب

خانم : کیا

گوہر : نواب سلطان، حضور

خانم : تسلیم ، تسلیم

سلطان : آداب

کچھ حاضرین: تسلیمات، آیئے، آیئے، میاں،، یہاں آنے کے
آپ ہی کے دن ہیں، تشریف رکھیے

گوہر : حضور یہی ہیں

امراؤ :

اِن آنکھوں کی مستی کے
اِن آنکھوں کی مستی کے مستانے ہزاروں ہیں
مستانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں سے وابستہ

اِن آنکھوں سے وابستہ افسانے ہزاروں ہیں
افسانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے
اک تم ہی نہیں تنہا
اک تم ہی نہیں تنہا الفت میں میری رسوا
اُلفت میں میری رسوا
اِس شہر میں تم جیسے۔
اِس شہر میں تم جیسے دیوانے ہزاروں ہیں
دیوانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے مستانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے
اِک صرف ہمیں مے کو
اِک صرف ہمیں
اِک صرف ہمیں مےَ کو آنکھوں سے پلاتے ہیں
آنکھوں سے پلاتے ہیں
کہنے کو تو دنیا میں
کہنے کو تو دنیا میں مےَ خانے ہزاروں ہیں

مے خانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے مستانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے
اِس شمع فروزاں کو
اِس شمع فروزاں کو آندھی سے ڈراتے ہو
آندھی سے ڈراتے ہو
اِس شمع فروزاں کے
اِس شمع فروزاں کے پروانے ہزاروں ہیں
پروانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے مستانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں سے وابستہ افسانے ہزاروں ہیں
افسانے ہزاروں ہیں
اِن آنکھوں کی مستی کے

سامعین : ماشاء اللہ ، واہ، واہ، واہ وا۔ بہت خوب
بھئی۔ واہ۔ لکھنو میں آپ کا -------
سبحان اللہ، کیا بات ہے۔ ایک ایک شعر
موتیوں میں تولنے کے لائق ہے واہ، وا

امراؤ : پچیس

کوئی لڑکی: بسم اللہ کی شکل تو دیکھو، ذرا

ایک لڑکی : پھر پچیس، پھر

کوئی لڑکی: بسم اللہ اب مزہ آئے گا۔

امراؤ : خدا کرے تین آئے۔

لڑکیاں : ارے تین

کوئی لڑکی: کمال ہے بس بس۔۔۔جاؤ ہم نہیں کھیلتے۔

لڑکیاں : ہاری تو بھاگے گی، ہاری تو بھاگی ،

گوہر : کیا تیور ہیں، بچھاؤ بچھاؤ۔ ہم بھی کھیلیں گے بچھاؤ

امراؤ : خانم نے تمہیں معاف کر دیا

گوہر : ارے خانم ہمیں نہ معاف کرتیں تو اور کیا کرتیں۔ میں ہی تو ان کے بڑھاپے کا سہارا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔خفا ہو مجھ سے۔

امراؤ : نہیں

گوہر : تو ہاتھ پھیلاؤ

امراؤ : کیوں؟

گوہر : کھرے سونے کی پانچ اشرفیاں

امراؤ : کیا مجرے کا بیعانہ ہے؟

گوہر : نواب سلطان نے دس دی تھیں۔ پانچ میں نے رکھ لیں۔

امراؤ : نواب سلطان!؟

گوہر : ہوں

امراؤ : کون نواب سلطان؟

گوہر : وہی جنھوں نے کل تمھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا ہار دیا ہے۔ ان کے گھر تمھاری ملازمت کی بات بھی چل رہی ہے۔ انھوں نے تمھاری غزل منگوائی ہے جو کل گائی تھی۔

امراؤ : جب وہ یہاں آئیں گے تو انھیں دے دوں گی۔

گوہر : ٹھیک ہے۔ انھی کو دے دینا۔ ویسے اگر آپ میرے ہاتھ بھجواتیں تو مجھے کچھ اشرفیاں اور مل جاتیں، ہوں۔ اچھا، انھیں تو چھپا لو۔

امراؤ : کیوں؟ یہ تو خانم کو دینی ہوں گی۔

گوہر : افوہ، انھیں بتانے کی ضرورت کیا ہے۔ نہ تم بتاؤ نہ میں میں خانم صاحب سے مل لوں۔

گوہر : تشریف لایئے حضور۔ آیئے حضور۔۔۔۔۔۔۔۔حضور

امراؤ : تسلیم

نواب سلطان: آداب

امراؤ : تشریف لایئے

سلطان : ہم کوٹھوں پہ بہت کم آتے ہیں۔

امراؤ : اب ہم ایسے برے بھی نہیں ہیں، نواب صاحب

سلطان : آپ ہی کی وجہ سے تو آئے ہیں، ورنہ ہرگز نہ آتے

امراؤ : میں جانتی ہوں، حضور میرا دل رکھنے کے لئے ایسا کہہ رہے ہیں۔

سلطان : نہیں، امراؤ جان، دراصل، اُس رات کا جادو اترا ہی نہیں ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے آپ صرف ہمارے لئے گا رہی ہوں۔

امراؤ : تو پھر کس کے لئے گا رہی تھی۔ اُس محفل میں آپ ایسا شعر اور موسیقی کو سمجھنے والا تھا بھی کون!؟

سلطان : بے خودی میں ہم تو داد دینا بھی بھول گئے تھے۔

امراؤ : کوئی داد دینا بھول جائے، اس سے بڑی داد کیا ہو گی۔

سلطان : وہ غزل بھی تو آپ ہی کی تھی۔

امراؤ : اے، ہٹایئے ،یونہی تک بندی کر لیتی ہوں۔

سلطان : اتنے عمدہ کلام کو تک بندی کہہ رہی ہیں۔ سبحان اللہ کیا ادا ہے!

امراؤ : حضور بھی تو شعر کہتے ہیں۔

سلطان : شاعری ہمارے بس کی چیز نہیں، ہاں، تنہائی میں گنگنا تے ہوئے کوئی شعر ہو جائے تو یہ بات دوسری ہے۔

امراؤ : یہاں بھی تنہائی ہے، کچھ گنگنایئے، نا

سلطان : آپ کے سامنے تو ہماری آواز ہی نہیں نکلے

گی۔

امراؤ : اللہ، اب سنایئے بھی

سلطان : اچھا، ایک شرط پر

امراؤ : مجھے منظور ہے

سلطان : آپ اپنی وہ غزل ہمیں دے دیجئیے

امراؤ : بس، مانگا بھی تو کیا مانگا، نواب صاحب

سلطان : امراؤ، ہم۔

امراؤ : اب اور نہ ترپایئے، سنایئے بھی۔

سلطان : چند شعر عرض ہیں

امراؤ : ارشاد

سلطان : کس کس طرح سے مجھ کو نہ رسوا کیا گیا
غیروں کا نام میرے لہو سے لکھا گیا
کیوں آج اُس کا ذکر مجھے خوش نہ کر سکا
کیوں آج اُس کا ذکر مجھے خوش نہ کر سکا
کیوں آج اس کا نام میرا دل دکھا گیا

امراؤ : واہ سبحان اللہ

سلطان : آداب، یہ کیا ہے

امراؤ : ان شعروں کی قیمت ایک غزل نہیں بلکہ ساری غزلیں ہیں

سلطان : آپ ہمیں شرمندہ کر رہی ہیں امراؤ جان۔

امراؤ : لیجیے، شرمندہ تو میں اور میری غزلیں ہیں کہ آپ کے قابل نہیں،

کیوں آج اُس کا ذکر مجھے خوش نہ کر سکا

کیوں آج اُس کا نام میرا دل دکھا گیا

واہ، کیا زمین نکالی ہے۔

سلطان : فیض آباد میں ایک طرحی مشاعرہ ہوا تھا، وہیں کے لیے کہی گئی تھی۔

امراؤ : فیض آباد میں!؟

سلطان : جی، فیض آباد میں ہماری ننھیال ہے۔

امراؤ : آپ فیض آباد کے ہیں؟

سلطان : جی ہاں، آپ کبھی گئی ہیں فیض آباد؟

امراؤ : جانے دیجئے ،نواب صاحب اب تو کچھ بھی یاد نہیں رہا۔

سلطان : کچھ بھی یاد نہ ہو تو آنکھیں نہیں بھیگا کرتیں، امراؤ۔

امراؤ : نہ جانے موئی ان آنکھوں کو کیا ہو گیا۔ کبھی کبھی شمع کی روشنی بھی چبھ جا تی ہے۔

سلطان : اگر ہم کسی بھی قابل ہوں تو ہر مدد کے لئے حاضر ہیں۔

امراؤ : اے ہے، نواب صاحب آپ تو نہ جانے کیا سمجھ بیٹھے، کوئی بات بھی تو ہو۔ لیجئے گلوری کھائیے۔

کوئی عورت: تسلیم

خانم : بسم اللہ، دیکھ رہی ہو تم۔

کوئی نواب: آداب

کوئی عورت: اوئی اللہ، کتنی پیاری ہے۔

کوئی : آ، ہا۔

کوئی نواب: خانم

خانم : آ، ہوں۔

کوئی نواب: یہ جو امراؤ جان کے پاس بیٹھے ہیں، یہ صاحب

خانم : یہ تو کوٹھا ہے، نواب صاحب، یہاں تو سبھی طرح کے لوگ آتے ہیں کیوں؟

کوئی نواب: آپ ذرا یہاں آیئے۔۔۔۔۔۔۔۔اب آپ ہی کے ہاتھ میں ہماری عزت ہے خانم۔ سلطان کو یہ پتہ نہ چلے کہ ہم یہاں آتے ہیں۔

خانم : نواب سلطان!؟ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ نو اب صاحب۔ ان سے آپ کو کیا لینا دینا؟

نواب : سلطان ہمارا بیٹا ہے، خانم

خانم : اچھا!۔

نواب (سلطان کا باپ): اس کی ماں سے اگرچہ علیحدگی ہو گئی ہے، مگر

خانم : آپ خاطر جمع رکھیے، نواب صاحب

سلطان کا باپ: ہم امراؤ کے لئے یہ لائے تھے۔ اب آپ ہی رکھیے۔

سلطان : آپ نے ایک ہی مہینے میں ہمیں دیوانہ کر دیا امراؤ۔ دیکھے بنا چین ہی نہیں آتا۔

امراؤ : اب ہم کیا جواب دیں۔

سلطان : کیوں!؟

امراؤ : اب آپ سامنے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے یاد
ورنہ کچھ آپ سے ہمیں کہنا ضرور تھا

سلطان : ہمیں معلوم ہے جو کہنا تھا،-------میں ہوں، تیرا وصال اور گوشئہ تنہائی

امراؤ : سنیے ہم نے آپ کے لئے ایک غزل کی دھن بٹھائی ہے

سلطان : ابھی نہیں

امراؤ : افوہ، سنیے بھی

سلطان : سن ہی تو رہے ہیں۔ زلفیں جیسے گھٹائیں، آنکھیں جیسے ہرن ؟ ،ہونٹ جیسے گلاب کی پنکھڑی، گردن جیسے صراحی یہ آپ کی غزل ہی تو ہے۔

امراؤ : جائیے، ہم آپ سے بات نہیں کرتے ،ہم ایسی بےتکی غزل کہتے ہیں؟

سلطان : اچھا بھئی، خفامت ہو، ہم سن لیتے ہیں، سناؤ ،

ہوں

امراؤ : آ۔۔۔۔۔آ۔۔۔۔۔آ

کوئی (خان): گاؤ، گاؤ، رک کیوں گئیں، ہم کوئی غیر تھوڑی ہیں۔

امراؤ : کون ہیں آپ؟

خان : گانا سننے آئے ہیں۔

امراؤ : بوا

خان : گاؤ، نا

بوا : کیا ہوا مراؤ صاحب۔۔۔۔۔۔خانصاحب، ذرا ادھر تشریف لائیے گا۔

خان : کیوں؟

بوا : کچھ عرض کرنا ہے۔

خان : جو کچھ کہنا ہے، وہیں سے کہو، ہم جہاں بیٹھ جاتے ہیں وہاں سے اٹھتے نہیں۔

بوا : اوئی، تو کیا زبردستی ہے؟

خان : زبردستی کی کیا بات ہے، رنڈی کا کوٹھا سب کے لئے ہوتا ہے۔ کسی حرام کے جنے کا

ٹھیکہ نہیں۔

بوا : ٹھیکہ کیوں نہیں؟ جو گانٹھ سے مال نکالے گا، رنڈی اسی کی ہے۔

خان : تو کیا ہم مال خرچ کرنے کو پیچھے ہیں

بوا : آپ کسی اور وقت تشریف لایئے

خان : عورت تو واہی ہوئی ہے، میں نے کہہ دیا نا کہ میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا

بوا : بیٹی، تو ہی اٹھ کے چلی آ

سلطان : ہاتھ چھوڑ دیجیے خان صاحب

خان : دیکھیں توکون بھڑوا ہاتھ چھڑانے کی جرات کر سکتا ہے۔

سلطان : زبان سنبھال کے بات کیجیے۔ شاید آپ نے شریفوں کی صحبت نہیں اٹھائی۔

خان : تم نے تو بہت شریفوں کی صحبت اٹھائی ہے نا۔ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔

سلطان : جناب امیرکی قسم، والدین کی عزت کا خیال ہے ورنہ مزہ چکھا دیتا میں

خان : رنڈی کے کوٹھے پر آتے ہو اور امی جان سے ڈرتے ہو

سلطان : بوا۔۔۔۔۔۔۔مکا ۔۔۔۔۔۔۔۔کو بلایئے۔

خان : خدمتگاروں کے بھرو سے نہ رہنا، یہ تلوار دیکھی ہے آپ نے؟

سلطان : یہ اکھاڑا نہیں ہے خان صاحب۔ اگر مقابلے کا شوق ہے تو باہر آیئے ہو جائیں دو دو ہاتھ۔

خان : میاں صاجزادے ابھی تم خود چومنے لائق ہو۔ مردوں سے لڑو گے تو چرکہ کھا جاؤ گے اور بے چاری امی جان روتی پھریں گی۔

سلطان : ذلیل، مردود

بوا : خانم صاحب

خانم : کیا ہوا، ارے یہ کیا ہوا حضور گھر چلے جایئے میں سمجھ لوں گی

سلطان : ہم نہیں جائیں گے۔

خانم : آپ چلے جایئے نواب صاحب، خواہ مخواہ بدنامی

ہوگی

مولوی : آپ چلے جائیے ورنہ خون کے مقدمے میں
پھنس جائیں گے

سلطان : کہہ دیا ہم نہیں جائیں گے

خانم : یہ تو ابھی زندہ ہے!؟

بوا : ایسے حرامزادے کہیں مرتے ہیں

امراؤ : خدا کے واسطے آپ یہاں سے چلے جائیے۔
آپ کو میرے سر کی قسم۔

خان : ہائے اللہ۔

خانم : اس مردود کو اٹھا کے گلی میں پھینک دو۔
بعد میں دیکھا جائے گا ------------چلو

گوہر : واہ۔

وہ جو بیٹھے ہیں سوگ میں زلف رسا کھولے
ہوے حسرتیں میری شریکِ بزمِ ماتم ہو گئیں

حسینی : اے ہٹ موے۔ لونڈیا کو مت ستا۔ کل رات
سے پنڈا گرم ہے۔

گوہر : ارے خالہ، کوئی پنڈا ونڈا گرم نہیں ہے

نواب سلطان کا غم ہے اور وہ بے چارے
اپنی اماں کی گود میں سر چھپائے بیٹھے ہیں۔

بوا : اے اور کیا، اس زمانے میں کوئی سچا عشق کرتا ہے ؟

گوہر : ہوں

بوا : خدا جھوٹ نہ بلائے ہمارے زمانے میں عاشق ہوا کر تھے۔ یا تو کسی کے ہو گئے ۔ یا کسی کو اپنا کر لیا۔ وہ اپنے مولوی صاحب کو ہی دیکھو۔ مانجھے کا جوڑا پہن کر مجھے دکھانے آئے تھے۔میں نے ہاتھ پکڑ کے بٹھا لیا۔ وہ دن اور آج کا دن چالیس برس ہو گئے ہیں، یہیں ہیں۔

گوہر : واہ کہو تو پکڑ لاؤں اسی زمانے کا ایک عاشق، ہوں، سر پہ بال نہیں ہیں منہ میں دانت نہیں لیکن ہے پورے چالیس گاؤں کی جاگیر اور نام ہے نواب جعفر۔

امراؤ : ایک پرچہ پہنچا دو

گوہر : کسے، نواب جعفر کو ؟

امراؤ : اوں، انھیں

امراؤ : تو مجھے نہ چاہے یہ تیرے بس میں
تو ہے اور میں تجھ کو نہ چاہوں یہ میرے
بس میں نہیں

سلطان : جواب لیتے جایئے۔۔۔۔۔تمہارے شعر نے اس آگ کو جو دبی ہوئی تھی، کرید کر بھڑکا دیا ہے بس اپنی وضع سے مجبور ہیں تمہارے کوٹھے پر اب ہر گز نہ آئیں گے نواب گنج میں ہمارے دوست بنے صاحب رہتے ہیں۔ فرصت ملے تو آج شام کو چلی آنا۔

کوئی خادمہ: آداب۔ نواب صاحب دیر سے آئیں گے۔ آپ کو بی بی بلا رہی ہیں۔

امراؤ : کون، نواب بنے صاحب کی بیگم؟

خادمہ : جی ہاں۔

امراؤ : تسلیم

بنے کی بیگم: آداب، تشریف رکھیے۔ یہ تو صبح سے ہی نواب

سلطان کے مکان پر گئے ہوئے ہیں۔ ابھی تک
نہیں آئے۔ شاید ان کی ماں کی طبیعت زیادہ
خراب ہے۔

بڑھیا (لڈن کی ماں): بیگم یہ کو ن ہیں ؟

بنے کی بیگم: تمھیں کیا؟

لڈن کی ماں: جیسے میں جانتی ہی نہیں۔ بھلا انھیں کون نہیں
جانتا ہے۔

امراؤ : جانتی ہو تو پوچھنا کیا۔

لڈن کی ماں: بی بی، تم سے کون بات کر رہا ہے؟ میں تو
اپنی بیگم سے پوچھ رہی تھی۔ بھلا میرا منہ
کہاں ہے تم سے بات کرنے لائق۔ تم بڑی
آدمی ہو۔

بنے کی بیگم: لڈن کی ماں، اپنا گنوار پن دکھانا ہے تو بڑی
بیگم کے پاس جاؤ یہاں مت بیٹھو۔

لڈن کی ماں : ہوں، ٹھیک فرما رہی ہیں۔ جب ان جیسی بیٹھیں
تو بھلا میری کیا ضرورت ہے؟

بنے کی بیگم: تم جاتی ہو کہ اٹھاؤ ں جوتی۔۔۔۔۔۔۔۔

امراؤ : بیگم جانے دیجیے، موئی بے تکی ہے۔

لڈن کی ماں: اری، تو کچھ نہ بول رنڈ ی، نہیں تو تیرے جھونکے پکڑ کے گلا دبا دوں گی۔ہاں۔

بنے کی بیگم: کمینی ، بد ذات

لڈن کی ماں: ہائے اللہ، ہائے اللہ

امراؤ : جانے دیجیے، جانے بھی دیجیے۔

لڈن کی ماں: بچاؤ

امراؤ : بیچاری بوڑھی ہے۔

لڈن کی ماں: ہائے اللہ ، ارے بچاؤ

ایک عورت: کیا ہوا، کیا ہوا؟

لڈن کی ماں: اِس رنڈی نے مجھے مار کھلوائی ہے۔

بنے کی بیگم: پھر اِن کا نام لئے جاتی ہے۔

ایک عورت: آخر تم ا س موئی چڑیل کے منہ کیوں لگیں۔

بنے کی بیگم: آپ کی قسم اماں جان میں نے اسے کچھ نہیں کہا۔ یہ خود جیسے کھری کھاٹ پہ سو کے آئی تھی۔ کتنی باتیں اس بے چا ری کو

سنا ڈالیں۔

ایک عورت: اوئی بیٹا، تم نے تو اس نگوڑی کو خواہ مخواہ بیٹا اور وہ بھی اس بازارو عورت کے لئے۔

لڈن کی ماں: ارے یہی تو میں کہہ رہی تھی کہ ان موئی رنڈیوں کا کوئی اعتبار نہیں اری، ان کی تو پرچھائیں سے بھی بچنا چاہئے، ہاں۔

سلطان : امراؤ

امراؤ : ملنا ہے تو کوٹھے پر تشریف لائیے۔

سلطان : لیکن تم تو جانتی ہو کہ ہم وہاں نہیں آ سکتے

امراؤ : اور ہم یہاں نہیں آ سکتے۔

جوہری : --------صاحبہ

خانم : آیئے، آیئے، پنا مل جی ،دو دن کا کہہ کر گئے تھے، پندرہ دن کا غوطہ لگا دیا۔

جوہری : آپ نے سنا نہیں؟

خانم : کیا؟

جوہری : ہم برباد ہو گئے۔ہمارے گھر چوری ہو گئی۔ پشتوں کا اثاثہ اڑ گیا۔

خانم : کتنے کا مال چوری ہو گیا؟

جوہری : سب کچھ تو لٹ گیا۔ اب رہا کیا، دولاکھ کے زیورات لے گئے۔

خانم : کیا ہمارا زیور بھی چوری ہو گیا؟

جوہری : جی نہیں، بھگوان کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ کے زیورات دکان پر تھے، اس لئے بچ گئے۔

خانم : شکر ہے۔ آج کل شہر میں بہت چوریاں ہور ہی ہیں۔ نواب ملکہ عالم کے ہاں ہوئی، لالہ ہر پرشاد کے ہاں ہوئی۔ اب آپ کے ہاں بھی ہو گئی۔

جوہری : اندھیر ہے۔ مرزا کوتوال بے چارے حیران ہیں۔ شہر کے سب چور طلب ہو گئے تھے۔ دونوں کانوں پر ہاتھ رکھ --------- کہ ہمارا کام نہیں۔ اب سنا ہے کوئی فیض علی ڈکیت ہے جو باہر سے آیا ہے۔

کوئی خادمہ: بی بی، ایک بیگم صاحبہ ملنے آئی ہیں آپ سے۔

خانم : بیگم صاحب؟

خادمہ : جی

خانم : بلاؤ، بلاؤ، بڑی بی، ذرہ پردہ

خادمہ : جی، اچھا

خانم : پنامل جی

جوہری : جی

خانم : بچو، انھیں اپنے کمرے میں لے جاؤ۔

لڑکیاں : جی، جی

جوہری : جی، میں ان کے ساتھ ان کے کمرے میں، موقع اچھا ہے۔

خادمہ : تشریف لائیے۔

خانم : آداب

بیگم : تسلیم

خانم : آیئے آیئے، تشریف لائیے۔ بیٹھیے۔ کہاں سے آئی ہیں آپ؟

بیگم : کیا بتاؤں؟ یہاں اور تو کوئی نہیں؟

خانم : یہاں کون ہے؟ آپ، میں اور یہ لوگ۔

بیگم : میرا نام نواب فخرالنسا بیگم ہے۔

خانم : شبن صاحب کی والدہ؟

بیگم : آپ بسم اللہ جان کی اماں ہیں نا؟

خانم : جی ہاں کہیے۔

بیگم : شبن ہمارا اکلوتا لڑکا ہے۔ بڑے نازوں سے پالا ہے اس کی منگیتر اس کے چچا کی لڑکی ہے۔ لڑکی پہ گالی چڑھ چکی ہے۔لیکن شادی کے لئے راضی نہیں ہے اسی وجہ سے اس کے چچا نے اسے جائیداد سے علیحدہ کر دیا ہے۔

آپ ہم پر اتنا احسان کیجیے، شبن کو شادی کے لئے راضی کر دیجیے تمھاری لڑکی کا عمر بھر کا گھر ہے۔ جو تنخواہ اسے نواب شبن دیتا تھا اس سے دس اوپر ہی لیجئے۔

لیکن کچھ ایسا کیجیے کہ یہ گھر تباہ ہونے سے بچ جائے

خانم : میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔ خدا نے چاہا تو وہی ہو گا جو آپ نے ارشاد فرمایا۔

بیگم : مگر نواب شبن کو اس کی خبر نہیں ہونی چاہیے۔

خانم : کیا مجال ------ اس کی کیا ضرورت تھی۔ ہم تو آپ کے پرانے نمک خوار ہیں۔

بیگم : اچھا، اب اجازت دیجیے۔

خانم : اچھا، خدا حافظ

بیگم : آداب

خانم : حضور کا مزاج کیسا ہے؟

نواب شبن : الحمدللہ۔

خانم : خدا خوش رکھے ہم تو دعا گو ہیں۔ ہزار بڑھ جائیں مگر پھر بھی وہی ٹکے کی مالزادی رہیں گے۔ آپ کے ہاتھ کے دیکھنے والے۔ اس وقت ایک عرض لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ اجازت ہے، عرض کروں۔

شبن : فرمایئے

خانم : بڑی بی

بڑی بی : جی

خانم : یہ دوشالہ کل بکنے کے لئے آیا ہے۔ سوداگر

دو ہزار مانگ رہا ہے۔ میری نگاہ میں سترہ اٹھا
رہ سو میں مہنگا نہیں ہے حضور پرورش کر دیں
تو آپ کی بدولت اس بڑھاپے میں دو شالہ تو
اوڑھ لوں

بسم اللہ : اماں

خانم : ٹھہر لڑکی، تو ہمارے بیچ میں نہ بولنا۔ تُو تو
آئے دن فرمائشیں کیا کرتی ہے۔ آج ایک
ہماری بھی سہی۔ اوئی، نواب صاحب، سخی سے
سوم (شوم) بھلا جو جلدی دے جواب۔ کچھ تو
ارشاد فرمایئے۔ ہاں نہ سہی نہ سہی۔

شبن : خانم صاحبہ، اس دو شالے کی تو کوئی اوقات
ہی نہیں مگر

خانم : کیوں میاں خیر تو ہے؟

شبن : اب ہم اس قابل ہی نہیں رہے کہ آپ کی
فرمائشوں کو پورا کر سکیں۔

خانم : ہائے تقدیر، اب ہم اس لائق ہو گئے کہ
ایسے ایسے رئیس ایک ذرا سے چیتھڑے کے لئے

ہم سے منہ چھپاتے ہیں۔

شبن : ہم سچ کہتے ہیں۔ خانم صاحب اب ہماری مالی حالت۔۔۔۔

خانم : خیر میاں، اس لائق نہیں رہے تو لونڈی کے مکان پر آنا کیا فرض تھا۔ حضور کو معلوم نہیں کہ بیسوائیں چار پیسے کی میت ہوتی ہیں۔ ہم مروت کریں تو کھائیں کیا؟ یوں آپ کا گھر ہے، آپ آیئے میں منع نہیں کرتی مگر آپ کو اپنی عزت کا خود خیال چاہیے۔

شبن : واقعی، مجھ سے بڑی غلطی ہوئی، آئندہ کبھی نہ آؤں گا۔

بسم اللہ : تم تو بالکل خفا ہو گئے ہو۔ میں تمھیں نہیں جانے دوں گی۔

شبن : کیوں، کیا اپنی اماں جان سے ابھی اور بے عزت کروانا باقی ہے؟

امراؤ : نواب صاحب، نواب، صاحب

امراؤ : کتنے طوفاں اٹھائے آنکھوں نے لویا دوں کی

ٹوٹتی ہی نہیں تجھ سے ملنے کی تجھ کو پانے
کی کوئی تدبیر سوجھتی ہی نہیں

بسم اللہ : کیا لکھ رہی ہو، نواب سلطان کے نام محبت نامہ؟

امراؤ : کیا میں کچھ اور نہیں لکھ سکتی؟

بسم اللہ : تمھیں کچھ اور لکھنے کا ہوش ہی کہاں ہے؟ سلطان کے لئے جو گن جو بنی ہو مجھے تو ڈر ہے کسی دن ان کے دروازے جا بیٹھیں تو؟

امراؤ : بہت چہک رہی ہو۔ لگتا ہے نواب شبن صاحب کا غم کچھ کم ہو گیا ہے۔

بسم اللہ : ان کا ذکر نہ کرو جب بھی ان کا نام آتا ہے مجھے دنیا سے نفرت ہونے لگتی ہے۔
خاص طور سے اماں سے۔

امراؤ : کیوں ،خانم صاحب نے کیا کیا؟

بسم اللہ : شبن صاحب کی موت کی ذمہ دار وہی ہیں نہ وہ اس دن آگ لگاتیں نہ وہ مرتے۔

امراؤ : بھئی بسم اللہ، تم تو بالکل [illegible] گئیں

تو کہا کرتی تھیں کہ رنڈی کی عزت کوٹھے
پہ ہوتی ہے۔ ایک بار اتری کہ گئی یا اب
یہ حال ہے۔

بسم اللہ : شبن صاحب کے بعد مجھے کچھ اچھا نہیں لگتا، امراؤ جی چاہتا ہے، کوئی مل جائے اور میں ہاتھ پکڑ کے بیٹھ جاؤں۔

امراؤ : لو تمھارا بھی جواب نہیں، یہ بھی کہتی جاتی ہو اور مجھ پر اعتراض بھی کرتی ہو۔

بسم اللہ : بھئی امراؤ، اب شبن صاحب اور نواب سلطان کا مقابلہ مت کرو۔ شبن میں جان دے دینے کی ہمت تھی۔ سلطان میں اتنی ہمت بھی نہیں وہ تم سے آکر مل سکے۔

امراؤ : وہ تو بہت چاہتے ہیں میں ہی نہیں ملتی

بسم اللہ : اے بس رہنے دو۔ جب دھوکہ کھاؤ گی تب میں پوچھوں گی۔

گوہر : اماں، امراؤ

امراؤ : ہوں

گوہر : تمھارے لئے گوہر مرزا کے پاؤں اور زبان دونوں گھس گئے۔

امراؤ : ہائے اللہ، میں نے کیا، کیا؟

گوہر : کیا تو سب کچھ میں نے ہی ہے۔ ہائی، نواب سلطان کی حویلی کے چکر لگا لگا کے پاؤں ٹوٹ گئے۔ وہ حضرت اپنی بیمار اماں جا ن کی چارپائی پکڑے بیٹھے تھے۔ بڑی مشکل سے جب ان سے ملاقات ہوئی تو تمھاری بے تابی اور محبت کے قصے سنا سنا کے زبان گھس گئی۔
(ع) کیا کیانے تیرے عشق میں اس دل نے کیا ہے؟

امراؤ : کیا کہا نواب صاحب نے۔

گوہر : ہاں، وہ کیا کہتے ہیں (ع) ذکر اس سبزی پری کا اور پھر بیاں اپنا'' تڑپ گئے، گڑ گڑانے لگے کہ کسی صورت امراؤ جان سے ایک بار ملاقات کروا دیجیے۔

امراؤ : نواب بنے صاحب کے ہاں جا کر تو میں ہر گز نہیں ملوا ،گی

گوہر : اماں، وہ تم سے موسیٰ باغ میں ملنے آئیں گے۔

امراؤ : موسیٰ باغ میں؟

گوہر : ہوں

امراؤ : مگر وہ تو شہر کے باہر ہے۔ خانم اتنی دور جانے دیں گی؟

گوہر : اگر پانچ روپے کا آسرا ہو جائے، ایک پانچ روپے کا آسرا ہو جائے تو اس کی ترکیب بھی گوہر مرزا نکال ہی لیں گے۔

امراؤ : دوں گی، دوں گی، بتا۔

گوہر : خانم صاحب تمھیں خو د لے کے جائیں گی۔

امراؤ : لیکن

گوہر : بس ، دیکھتی جاؤ

خانم : اے زعفران لائیں؟

حسینی : ہائے اللہ ، میں تو بالکل ہی بھو ل گئی۔

خانم : خدا کی مار ، اب بریانی میں کیا ڈالو گی۔ خاک

حسینی : ان کی آفت میں بھول گئی۔ ہمارا قمام (قوام) نہ بھولیے، ہمارا پان نہ بھولیے ،ہمارا حقہ؟ نہ بھولیے۔

مولوی : اماں، اکہ کھڑا ہے، ابھی لے آتے ہیں۔

حسینی : صبح کے گئے شام کو آؤ گے، مجھے معلوم ہی تھا۔

خانم : نگوڑ مارا جنم کا بھوکا معلوم ہوتا ہے۔ ہٹ وہاں سے۔

گوہر : اماں، جلدی کیجئے۔

کوئی : بس ،ابھی لیجئے۔

گوہر : ارے، گوہر مرزا تو مر گئے بھوکے،

بسم اللہ : ایسے مردے ہم نے بہت زندہ کئے ہیں۔

امراؤ : آپ سے اتنے دن ہیں ملی تو بہت برے خیال آتے رہے۔

زندگی جب بھی تیری بزم میں لاتی ہے ہمیں
زندگی جب بھی تیری بزم میں لاتی ہے ہمیں
یہ زمین چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں

یہ زمین چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں
سرخ پھولوں سے مہک اٹھتی ہیں دل کی راہیں
سرخ پھولوں سے مہک اٹھتی ہیں دل کی راہیں
دن ڈھلے یوں تیری آواز بلاتی ہے ہمیں
دن ڈھلے یوں تیری آواز بلاتی ہے ہمیں
یہ زمیں چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں
یا د تیری کبھی دستک، کبھی سرگوشی سے
یاد تیری کبھی دستک، کبھی سرگوشی سے
رات کے پچھلے پہر رو ز جگاتی ہے ہمیں
رات کے پچھلے پہر رو ز جگاتی ہے ہمیں
یہ زمیں چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں
ہر ملاقات کا انجام جدائی کیوں ہے
ہر ملاقات کا انجام جدائی کیوں ہے
اب تو ہر وقت یہی بات ستا تی ہے ہمیں
اب تو ہر وقت یہی بات ستا تی ہے ہمیں
یہ زمین چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں
زندگی جب بھی تری بزم میں لاتی ہے ہمیں

گوہر : سنو

بسم اللہ : ہوں

گوہر : لو، گلاب، بسم اللہ

بسم اللہ : ہوں

گوہر : امراؤ تو نواب سلطان کے لئے جا ن دیتی ہے

بسم اللہ : ہوں

گوہر : ہوں، اور ہمارا کوئی نہیں ہے۔

بسم اللہ : اچھا، تو عاشقی بگھارنے کا ارادہ ہے۔

گوہر : تو اکیلے میں اور کیا کریں ، ایں؟

بسم اللہ : تو یہ بات ہے۔

گوہر : کیا رائے ہے ؟ ہوں؟

بسم اللہ : اماں

ڈاکو : ---------سنبھا لو اسے سنبھا لو اسے

گوہر : نکلو، بچاؤ

مولوی : اماں، کیا ہوا؟

گوہر : بچاؤ----خانم صا حب بسم اللہ کو ڈاکو اٹھا کے لے گئے۔

مولوی : ارے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟

گوہر : ہاں، وہ دیکھو ،وہ جا رہے۔

خانم : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بسم اللہ : بچاؤ ، اماں

خانم : میری بچی کو لے گئے وہ، آئے، ہائے۔

حسینی : ہائے لاش ہی مل جاتی تو رو دھو کے صبر کر لیتی۔

کوئی خادمہ: بیگم صاحبہ، نواب صاحب باہر بیٹھے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔آیئے آیئے۔

سلطان کی ماں: نواب صاحب آئے ہیں؟

خادمہ : ہاں

سلطان کی ماں: بیٹی ذرا دلائی (دولائی) دینا۔

خادمہ : جی

سلطان کا باپ: آداب، ہم یہاں اس وقت اس لئے آئے تھے کہ ہمارے چھوٹے بھائی کی بیٹی فاطمہ ،اللہ رکھے، اب جوان ہو چکی ہے اور یہ تو آپ جانتی ہیں کہ ہماری بھتیجی بچپن ہی سے سلطان

کے لئے منگی ہوئی ہے اور اب ہم یہ چاہتے
ہیں کہ جہاں تک ہو سکے جلدی ہی۔۔۔۔۔

سلطان کی ماں: مگر ہم تو پہلے ہی کہلوا چکے ہیں کہ آپ
کی بھتیجی سے سلطان کا رشتہ ہمیں منظور
نہیں ، اور پھر یہ رشتہ تو اُس وقت ہوا
تھا جب ہماری آپ کی طلاق نہیں ہوئی
تھی۔ آپ کی ذات سے ہمیں کیا کیا
اذیتیں اور تکلیفیں پہنچی ہیں۔بس مولا ہی جانتے
ہیں۔ حیرت ہے ،پندرہ برس بعد آج آپ ہماری
خیرسلا (خیر و صلاح) لینے آئے کیسے ہیں۔

سلطان کا باپ: لیکن کم از کم سلطان سے پوچھ کر۔۔۔۔

سلطان کی ماں: سلطان سے! اس سے کیا پوچھنا۔ اس کے
اچھے برے کا خیال مجھ سے بڑھ کر اور کس
کو ہو سکتا ہے ؟ نہ معلوم کن کن منتوں،
مرادوں سے اس کو پالا ہے، کس شان سے
اس کی پرورش کی ہے، میں نے، اور پھر
نواب صاحب اس کی پرورش کے لئے میں

آپ کی ایک کوڑی کی بھی احسان مند نہیں
ہوں۔

سلطان کا باپ: لیکن، بیگم ہم تو صرف سلطان کی بہتری کے
لئے اس رشتے پر زور دے رہے ہیں۔ آپ
کو شاید معلوم نہیں، سلطان بہک رہے ہیں۔
آپ سے اب کیا کہوں، سلطان کوٹھوں پر
جانے لگے ہیں۔

سلطان کی ماں: خبردار، جو میرے بچے پر الزام لگایا، سلطان
کی بہتری کا خیال آپ کو اب آیا ہے۔ اب
تک کہاں تھے۔ اے یہ کیوں نہیں کہتے کہ
اللہ رکھے فاطمہ جوان ہو گئی ہے اس لئے
یہاں آئے ہیں ذرا اپنے گریبان میں تو
منہ ڈال کر دیکھئے آپ نے اس کلمنہی خانم
جان کے پیچھے ہمارا گھر اجاڑ دیا اور اب بھی
اسی کے کوٹھے پر پڑے رہتے ہیں۔

سلطان کا باپ: ہوں، کوٹھوں پر جانا تو رئیسوں
کی وضعداری ہے بیگم!۔

سلطان کی ماں: اوئی، سبحان اللہ اے باپ جائے تو رئیسوں
کی وضعداری ہے اور بیٹا جائے تو بہک رہا ہے
بہت خوب بہت خوب ارے آپ کے خاندان
میں تو شادی کرنے سے اچھا تھا کہ کوٹھوں
پر پڑے رہے۔

سلطان کا باپ: افوہ،، آپ سے تو بحث کرنا بیکار ہے ۔
سلطان ہمارا اکلوتا بیٹا ہے اس کی شادی کا
فیصلہ ہم کریں گے۔ ہم تاریخ مقرر کیے دیتے
ہیں۔دیکھیں آپ کیا کر لیتی ہیں۔

سلطان کی ماں: اے جائیے، میرا بچہ کبھی مرا دل نہیں
دُکھائے گا۔ وہ میری مرضی کے خلاف کوئی قدم
نہیں اٹھا سکتا، وہ ایسا نہیں ہے میری اس حالت
میں اب مجھے اور تکلیفیں نہ
دیجیے للہ آپ یہاں سے چلے جائیے۔ یا مولا
۔۔۔۔یا مولا ارے کوئی اچھی لڑکی مل جاتی تو
ہم سلطان کا نکاح فوراً پڑھوا دیتے۔ پھر دیکھتے
نواب صاحب کیا کرتے ہیں۔ ارے کچھ نہیں

کرسکتے یہ۔ سلطان میری مرضی کے خلاف کہیں
شادی نہیں کرے گا۔ یا مولا، یامولا۔۔۔
ہائے بیٹی، آ، میرے پاس بیٹھ جا،
کیوں نہ سلطان کا نکاح اسی سے پڑھوا دوں،
بیٹی، مولا مدد کیجئے۔

سلطان : اتنی دیر سے آئی ہو۔

امراؤ : جب سے بسم اللہ گئی ہے خانم تنہا گھر سے نکلنے نہیں دیتیں بڑی مشکل سے آئی ہوں آپ پریشان لگتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔شاید میں اس قابل نہیں کہ آپ کی پریشانی جان سکوں۔

سلطان : ہماری پریشانی لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتی۔

امراؤ : کچھ تو کہیے، دل ہی ہلکا ہو جائے گا۔

سلطان : اب کیا کہیں، امراؤ

امراؤ : آپ کو آج تک نہ سمجھ پائی کبھی تو لگتا ہے میرے آپ کے بیچ کوئی دوری نہیں اور کبھی لگتا ہے میں آپ کی دنیا میں خاص حد سے آگے نہیں بڑھ سکتی۔

سلطان : ایسا کیوں سوچتی ہو۔ ہم نے کبھی تمھیں اپنے سے الگ نہیں سمجھا۔

امراؤ : تو پھر بات کیوں چھپا رہے ہیں؟

سلطان : ابا جان نے کبھی ہماری خبر نہیں لی، اب اچانک ہمارے پیچھے پڑ گئے کہ ہم ان کی بھتیجی سے شادی کر لیں۔

امراؤ : تو کر لیجئے نا شادی، آپ کے لئے ہمیں سوت بھی منظور ہے۔

سلطان : اماں جان اس کے سخت خلاف ہیں وہ نہیں چاہتیں کہ ہم ابا یا ان کے خاندان والوں سے کوئی رشتہ رکھیں ۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا، کیا کریں۔

امراؤ : جو بیگم صاحب کہیں، وہی کیجئے آپ پر ان کا زیادہ حق ہے ۔ ہم سے تو پھر بھی صاحب سلامت رہے گی۔

سلطان : شاید، اماں جان کو یہ بھی منظور نہ ہو۔

(پس منظر میں کچھ آوازیں)

امراؤ (پس منظر میں): (ع) نہ جس کی۔۔۔۔۔۔۔

چوکیدار : جی

امراؤ (پس منظر میں): (ع) شکل ہے کوئی

چوکیدار : سنیے

امراؤ (پس منظر): نہ جس کی شکل ہے کوئی

چوکیدار : خانم صاحب یہ

فیض علی : آداب

امراؤ (پس منظر): (ع) کا نام ہے کوئی

خانم : آداب

فیض علی : ہا

خانم : بیٹھے

امراؤ (پس منظر): ایک ایسی شے کا کیوں ہمیں اک ایسی شے کا کیوں ہمیں ازل سے انتظار ہے ازل سے انتظار ہے

فیض علی : اچھا گا لیتی ہو

امراؤ : آپ؟

فیض علی : ہا

چوکیدار : یہ آپ ہی سے ملنا چاہتے ہیں

فیض علی : ہوں

چوکیدار : خانم صاحب سے بات ہوچکی ہے

فیض علی : اے

چوکیدار : آداب

فیض علی : آ، کچھ مہینے پہلے جب یہاں سے گزر رہا تھا تب تمھیں دیکھا تھا ایک بار آنے کا اردہ بھی کیا مگر کچھ سوچ کے رہ گیا دراصل تمھارا وہ محرم میں چالیس دن کوٹھا بھی تو بند رہا میں بھی اپنے کام چلا گیا، کچھ کام تھا مگر تمہارے بارے میں سوچتا تھا، یہ کہ تمہارا رہن سہن کیسا ہو گا، تمہاری آواز کیسی ہو گی-------- کچھ سوچ رہی ہو کیا؟

امراؤ : ہوں، جی نہیں۔

فیض علی : اچھا مجھے لگا آ ---------- یہ، یہ تحفہ ہے رکھ لو، رکھ لو ہاں

مولوی : ارے، یہ تو ہیرے کی ہے۔ ہمارے لیے لائی

ہو۔

امراؤ : آپ کو پسند نہیں آئی؟

مولوی : پسند تو آئی ہے مگر کیا بہت چاہتا ہے تمہیں
ہو وہ؟

امراؤ : ایسی چاہت کا کیا بھروسہ

مولوی : ارے یہ تو بھروسہ ہی بڑھ کے چاہ بن چاہتا
ہے۔ اب ہمیں ہی دیکھو، ایک حسنہ کے
بھروسے عمر کاٹ دی اِس ڈیوڑھی پہ

امراؤ : آپ کی بات اور ہے مولوی صاحب

مولوی : نہیں بیٹی ایک ہی بات ہے۔ یا تو کسی کو اپنا
کر لو یا کسی کے ہو لو

امراؤ : کوشش تو کی تھی

مولوی : پھر کرو۔ تم کوٹھے کی چیز نہیں امراؤ تمہارے
لیے تو دنیا پڑی ہے
(پس منظر میں کچھ آوازیں)

فیض علی : پیتی ہو

امراؤ : جی، جی نہیں

فیض علی : ہاں، ہاں، اچھا ہے۔ میں کچھ دنوں کے لیے اپنے گھر جا رہا ہوں

امراؤ : کہاں؟

فیض علی : فرخ آباد۔ تم چلو گی؟

امراؤ : خانم کسی کے ساتھ لکھنو سے باہر نہیں جانے دیتی

فیض علی : تو میں کیا کوئی ایسا ویسا آدمی ہوں۔میری ریاست ہے وہاں۔ ہوں، دو مہینے کی تنخواہ پیشگی دینے کو تیار ہوں

امراؤ : ذرا خانم سے پوچھ لوں، نواب صاحب

فیض علی : نواب صاحب!

امراؤ : پھر کیا پکاروں آپ کو؟

فیض علی : نہیں ------کہو نواب صاحب ہی کہو، اچھا لگتا ہے

سلطان : امراؤ ہم دعوت دینے آئے ہیں۔ کل ہماری شادی ہے

حسینی : خدا مبارک کرے سرکار۔ دلھن کا بول بالا،

میں صدقے مانجھے کا جوڑا کیا پھب رہا
ہے۔۔۔ زمانے کی چاہت پر جھاڑو پھری، مانجھے
کا جوڑا تو ہم نے بھی پھاڑا تھا۔ بی بی، یہی
دیکھ لو۔

فیض علی : یہ لونڈا کون تھا؟ تم کہو تو ہاتھ پیر باندھ
کے ڈالدیں تمہارے سامنے۔کیوں آنکھیں پھوڑ
رہی ہو ان کے لیے۔ یہ سب کے سب ایسے
ہی ہوتے ہیں۔ چوک میں عیش کرتے پھرتے
ہیں خبیث۔ چوہے کا بچہ سامنے آ جائے
تو گھگھی بند جاتی ہے فرنگی نے اس نامعقول
بادشاہ کو نکما بنا کر رکھ دیا ہے۔سب کے
سب عیاشیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں، احمق۔ تم
دیکھ لینا، تھوڑے ہی دنوں میں یہ افرنگی گھس
کر بیٹھ جائیں گے تب ساری کی ساری نوابی
دھری کی دھری رہ جائے گی

امراؤ : اللہ

فیض علی : کیاہوا؟

امراؤ : سر دکھ رہا ہے

فیض علی : دبا دوں؟ میرے ساتھ چلو، نا۔ کھلی ہوا میں رہو گی، نہ تو کبھی سرمیں درد ہو گا نہ ہی ۔۔۔مگر کیا کریں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں لے جا نہیں سکتا۔کوئی دوسری عورت ہوتی تو۔۔

حسینی : مت ماری گئی ہے مونڈی کاٹے کی۔ دو مہینے تو کیا دو برس کی تنخواہ دے تو بھی آپ منظور نہ کرنا۔ کل منہے کی شکل پر دھتکار برستی ہے

(پس منظر میں کچھ آوازیں)

حسینی : چوک والیوں کو پتریاں سمجھتا ہے۔ میں تو کہوں، خانم صاحب، اب کی آئے تو ڈیڑھ سو روپے اس کے منہ پہ مارنا اور کہنا، ہوا کھاؤ، میاں، ہوا۔

کوئی : حسینی

حسینی : ۔۔۔۔۔۔۔لگے، اس دن کہہ رہا تھا مجھے،

اے بڑھیا۔

خانم : ہوں

گوہر : یہ رہے پانچ سو روپے، امراؤ کے مجرے کا بیعانہ سیتاپور کے راؤ صاحب نے بھیجے ہیں۔

(پس منظر میں آوازیں)

امراؤ : میں نہیں جاؤں گی۔ روپے پھیر دو۔

حسینی : ہائے، خانم صاحب روپے لے کے کبھی نہیں پھیرتیں۔

امراؤ : میرے سر میں درد ہے، بوا

حسینی : اے ہے، وہ تو شام تک ٹھیک ہو جائے گا، میں نے پڑھ کے پھونک دیا ہے۔ مجرا کب ہے؟

(پس منظر میں آوازیں: دیر، حرم)

گوہر : کل، صبح ہی نکلنا پڑے گا۔

امراؤ : میں سیتا پور نہیں جاؤں گی۔

حسینی : اے ہے، یوں ٹکا سا جواب نہ دو بیٹی، خانم برا مان جائیں گی۔

امراؤ : چاہے کوئی مرے یا جیے، آپ کو تو مجرے سے مطلب

گوہر : کیا تمھیں مجروں سے کچھ نہیں ملتا؟

امراؤ : للہ، مجھے دق نہ کرو، میرا سر پھٹا جا رہا ہے۔

حسینی : یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پہلے تو اس مونڈی کاٹے سے ملنے کو راضی نہ تھی پھر اسی کے ساتھ فرخ آباد جانے کو تیار ہو گئی۔ روک دیا تو مجرا نہیں کرو گی، سر دکھ رہا ہے۔

امراؤ : یہ تو زبردستی ہے۔

حسینی : اے ہے، زبردستی کاہے کی؟ گھوڑا گھاس سے یاری کرے تو کھائے گا کیا؟ مجرا تو تجھے کرنا ہی پڑے گا، ہوں۔

امراؤ : میں آپکے ساتھ چلوں گی۔

فیض علی : ہوں، میرے ساتھ چلو گی۔

امراؤ : ہاں۔ کوئی جانے دے یا نہ جانے دے، میں ضرور چلوں گی۔

فیض علی : چھپ کر!؟

امراؤ : کچھ بھی کر کے مجھے یہاں سے لے چلئے۔
اب میرا یہاں دم گھٹتا ہے۔

فیض علی : سر کا درد ٹھیک ہوا؟

امراؤ : ہاں، کانپور کب تک پہنچیں گے؟

فیض علی : تھک گئیں کیا؟

امراؤ : پہلی بار گھوڑے پر بیٹھی ہوں، نا۔

فیض علی : آؤ، تھوڑا ستا لیتے ہیں۔

امراؤ : ہوں

فیض علی : آؤ، سنبھال کے، ہاں، مجھے یقین نہیں تھا کہ
تم میرے ساتھ چلی آؤ گی۔

امراؤ : لکھنو میں میرا جینا مشکل تھا، اور پتہ نہیں، میرے
دل نے آپ کے ساتھ آنے پر کیوں مجبور کر دیا؟

فیض علی : تمھیں معلوم ہے، میں کون ہوں؟

امراؤ : تم یہیں ٹھہرو، میں پانی لے کر آتا ہوں۔

امراؤ : ہوں

کوئی : وہ رہا فیض علی ڈاکو۔۔۔۔۔۔۔۔یہ رہا اُس کا
گھوڑا، ضرور یہیں کہیں چھپا ہے۔ تم لوگ

اس طرف دیکھو۔

کوئی راجہ : فیض علی تمھارا کون تھا، تمھارا فیض علی کے ساتھ کیا رشتہ تھا؟

امراؤ : کچھ نہیں۔

راجہ : تمھیں بھگا کر لایا تھا؟

امراؤ : جی نہیں

راجہ : اپنی مرضی سے اس کیساتھ تھیں؟

کوئی مرد : یہ تو رنڈی ہے، سرکار

راجہ : ہوں، کیا تمھیں معلوم تھا کہ فیض علی ایک ڈاکو ہے

امراؤ : جی نہیں

راجہ : لکھنو کی رہنے والی ہو؟

امراؤ : جی

راجہ : نام کیا ہے تمہارا؟

بسم اللہ : آ، امراؤ !؟

امراؤ : بسم اللہ، بسم اللہ!

بسم اللہ : امراؤ، کیا تمہیں فیض علی کے ساتھ تھیں؟

امراؤا : ہاں

راجہ : کیا یہ وہی امراؤجان ہیں جن کا تم ذکر کیا کرتی تھیں۔

بسم اللہ : جی ہاں۔ اماں کیسی ہیں، لکھنو کب چھوڑا کھڑی کیوں ہو بیٹھو نا۔

امراؤا : لکھنو میں تو سب سمجھتے ہیں کہ خدانخواستہ تم۔۔۔۔۔۔

بسم اللہ : کئی بار ارادہ ہوا کہ خط لکھوں لیکن ماں کے ڈر سے ہمت نہیں ہوئی وہ آ کے فوراً مجھے لے جائیں گی۔

امراؤ : راجہ صاحب اچھے آدمی ہیں؟

بسم اللہ : بہت۔ مجھے تو اُسی دِن ڈاکو ٹھکانے لگا چکے ہوتے۔ خدا راجہ صاحب کو سلامت رکھے، سب ڈکیتوں کو پکڑ لیا۔ تب سے انھی کے ساتھ ہوں۔

امراؤ : خوش ہو؟

بسم اللہ : رانی بنی بیٹھی ہوں،عیش کرتی ہوا ، تم فقط عا

کے ساتھ کہاں جا رہی تھیں؟

امراؤ : کانپور

بسم اللہ : اب کہاں جاؤ گی، واپس لکھنو؟

امراؤ : منزل کا پتہ ہوتا تو یوں بھٹکتی نہ پھرتی

بسم اللہ : پھر بھی

امراؤ : بسم اللہ مجھے کانپور پہنچا سکتی ہو؟

بسم اللہ : میری امراؤ

امراؤ (تصور میں):

جب بھی ملتی ہے مجھے اجنبی سی لگتی کیوں ہے

زندگی روز نئے رنگ بدلتی کیوں ہے

امراؤ : زندگی روز نئے رنگ بدلتی کیوں ہے

سامعین : واہ سبحان اللہ واہ سبحان اللہ، سبحان اللہ

کوئی مرد : شارق میاں، جب سے امراؤ کانپور آئی ہیں محفلوں کے رنگ بدل گئے ہیں۔

شارق : ارے، سننے کی بات ہے، میاں---------آپ بھی سنیئے امراؤ۔ کل میں اٹھا

رہا تھا۔ ایک گانا ہو رہا تھا، اک ہجوم جمع تھا، کان لگا کر سنتا ہوں تو جانتے ہو میاں، امراؤ جان کی غزل

سامعین : واہ، واہ، بہت خوب واہ بہت خوب واہ

کوئی آواز : آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

کوئی بڑھیا : سنو میاں، وہ لکھنو کی گانے والی یہیں رہتی ہے

چوکیدار : جی ہاں، اس زینے سے اوپر چلی جایئے
(پس منظر میں): آہ کو چاہیے،۔۔۔

امراؤ : تسلیم
(پس منظر میں):عاشقی صبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بڑھیا : امراؤجان کیا تمہیں ہو؟

(پس منظر میں): طلب۔۔۔۔۔۔۔

امراؤ : جی ہاں

(پس منظر میں): تمنا

بڑھیا : ہماری بیگم نے یاد کیا ہے۔۔۔لڑکے کا سالگرہ۔

ہے تمہارا مجرا رکھا ہے

(پس منظر میں): عاشقی صبر

امراؤ : بیگم صاحب مجھ کو کیا جانیں؟

بڑھیا : وہ بھی تو لکھنو کی رہنے والی ہیں

امراؤ : اور آپ بھی تو لکھنو کی رہنے والی ہیں

بڑھیا : تم نے کیسے جانا؟

امراؤ : کہیں بات چیت کا قرینہ چھپا رہتا ہے

(پس منظر میں): دل کا کیا رنگ۔۔۔۔

بڑھیا : یہ پیسے رکھ لو۔ باقی حساب بعد میں ہو جائے گا

(پس منظر میں) : خون جگر۔۔۔۔۔۔

امراؤ : اس خیال سے کہ بیگم صاحب برا نہ منائیں

(پس منظر میں): ہونے تک

امراؤ : رکھ لیتی ہوں

بڑھیا : اچھا ہم چلتے ہیں

امراؤ : جی اچھا

کوئی گیت : ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رام دئی : ایسا لگتا ہے میں نے آپ کو پہلے کہیں دیکھا ہے

امراؤ : عجیب بات ہے، میں بھی یہی کہنے والی تھی

رام دائی : کہیں تم امیرن تو نہیں ہو

امراؤ : آپ؟

رام دئی : مجھے پہچانا، میں ہوں رام دئی

کوئی آواز : تم سے بچھڑے تو اب پھر سے ملاتی ہے ہمیں
زندگی دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہے ہمیں
زندگی دیکھیے کیا رنگ دکھاتی ہے ہمیں

رام دئی : اچھا امیرن، اگر اس دن وہ لوگ تمھیں مری جگہ لے جاتے تو

امراؤ : تو تمہیں ملتا وہ کوٹھا اور مجھے یہ کوٹھی۔ اچھا یہ بتا نواب صاحب کہاں ہیں؟

رام دئی : کلکتے گئے ہوئے ہیں۔ آج کل میں آ جائیں گے۔ اب تم اپنی سناؤ

امراؤ : کیا کروگی سن کے، خوشی کی محفل ہے اچھی اچھی باتیں کرو اچھا اسی غزل کا ایک اور شعر سنو۔

گزرے وقت کتنا بڑا احسان ہے تیرا
یہ زمیں چاند سے بہتر نظر آتی ہے ہمیں

رام دئی : اوئی میں تو بھول ہی گئی۔نواب صاحب یہ امراؤ جان ہیں۔

سلطان : آداب

خادمہ : امراؤجان صاحبہ کی سواری لگ گئی ہے

سلطان : کیا آپ جا رہی ہیں

امراؤ : جی ہاں، اجازت چاہتی ہوں

سلطان : ہوں، اگر ہم اجازت نہ دیں تو؟

امراؤ : لونڈی حکم کی باندی ہے

امراؤ : جستجو جس کی تھی اس تو نہ پایا ہم نے
جستجو جس کی تھی اس تو نہ پایا ہم نے

اس بہانے سے مگر دیکھ لی دنیا ہم نے

جستجو جس کی تھی

تجھکو رسوا نہ کیا خود کو بھی پشیماں نہ ہوئے

تجھکو رسوا نہ کیا خود کو بھی پشیماں نہ ہوئے

عشق کی رسم کو اسطرح نبھایا (بناہیا) ہم نے

عشق کی رسم کو اسطرح نبھایا (بناہیا) ہم نے

جستجو جس کی تھی

کب ملی تھی کہاں بچھڑی تھی

کب سے ملی تھی کہاں بچھڑی تھی ہمیں یاد نہیں

زندگی تجھ کو تو

زندگی تجھکو تو بس خواب میں دیکھا ہم نے

زندگی تجھ کو تو بس خواب میں دیکھا ہم نے

جستجو جس کی تھی

اے ادا

اے ادا اور سنائیں تجھ کو کیا حال اپنا

عمر کا لمبا سفر

عمر کا لمبا سفر طے کیا تنہا ہم نے

عمر کا لمبا سفر طے کیا تنہا ہم نے
جستجو جس کی تھی اس کو تو نہ پایا ہم نے
اس بہانے سے مگر دیکھ لی دنیا ہم نے
جستجو جس کی تھی

حسینی : اللہ بیٹی ہائے کیا سخت دل کر لیا کسی کی محبت ہی نہیں رہی۔ تمہارے مولوی صاحب تمہیں یاد کر کر کے تڑپتے رہتے ہیں کیسے کیسے یاد کرتے ہیں، ہائے ہائے

امراؤ : خانم کیسی ہیں؟

حسینی : بیٹی کے غم میں آدھی ہو گئی تھیں اب تمہارے غم میں تو ختم ہو گئی ہیں۔

گوہر : امراؤ ہم تمہیں لینے آئے ہیں چلو

خانم : امراؤ، تو کہاں چلی گئی تھی بیٹی

امراؤ : آپ تو اچھی بھلی ہیں

خانم : اوئی میرے دشمنوں کو کیا ہوا

امراؤ : بوا نے تو کہا تھا خدانخواستہ آپ

حسینی : تو اور کیا کہتی بی بی۔ یہ کوئی اتنی آسانی

سے آنے والی تھی ہاں پالا پوسا ہم نے، جوان
کیا ہم نے، اور کمانے لگی تو چولھا الگ کر
لیا۔ کیا خوب بھگتائے بی فاختہ اور کوے
انڈے کھائیں

امراؤ : اچھا تو اسی لیے آپ مجھے یہاں لائی تھیں

خانم : اے حسینی تم تو بالکل سٹھیا گئی ہو، مہینوں بعد
بچی گھر میں آئی اور تم لگیں اول جلول
سنانے۔ تم دل چھوٹا نہ کرو بیٹی بوا تو کچھ
بھی بک دیتی ہے

امراؤ : نہیں میں لکھنو میں نہیں رہوں گی۔

خانم : تم محرم ہمارے ساتھ گزار لو بیٹا۔ پھر جہاں
جی چاہے چلی جانا۔ یہاں آؤ بیٹا یہاں آؤ
میرے پاس۔۔۔جاؤ اپنے کمرے میں آرام
کرو، جاؤ

گوہر : یہ اب یہاں نہیں رہے گی گھوڑی دولتی مارنے
لگی ہے

خانم : تو کسی تھان پر باندھ دیں گے۔

مولوی : امراؤ، امراؤ تم

امراؤ : آداب

مولوی : جیو بیٹی، بیٹی خدا تجھے علم کی دولت دے بیٹی

گوہر : امراؤ، طبیعت خراب ہے، سر دبادوں

امراؤ : رہنے دو میرے سر میں درد نہیں

گوہر : نہیں بھی ہے تو کیا ہوا، ہوں

امراؤ : بڑی محبت جتائی جا رہی ہے۔ جیب خالی ہے کیا؟

گوہر : اماں چھوڑو ،کیا غیر شاعرانہ باتیں کرتی ہو۔ سچے عاشق کے لئے تو محبوب کی میٹھی بات ہی کافی ہے۔ تم چلی جاؤ گی تو ہمارا کیا ہو گا۔ امراؤ؟

امراؤ : وہی جو پچھلی بار ہوا۔

گوہر : ہائے،

مجھے روتا سنا لیکن نہ اتنا بھی کہا اس نے
کہ ہے یہ شور سا کیسا پس دیوار رونے کا
وہ بڑھیا تمھیں اتنی آسانی سے نہیں جانے

دے گی۔ اور اگر تم چلی بھی گئیں تو واپس
پکڑ لائی جاؤ گی۔ بس ایک ترکیب ہے، کسی سے
نکاح کرو لو۔

امراؤ : اپنا پیغام لے کر آئے ہو؟

گوہر : سچ کہہ رہا ہوں۔ فائدے میں رہو گی۔ مجھ
سے شادی کر کے خانم کا زور تم پہ کم ہو
جائے گا۔

امراؤ : اور شادی کے بعد کیا ہو گا؟ میں کماؤں گی
اور آپ کھائیں گے۔ مجھے کنویں سے نکل
کر کھائی میں نہیں گرنا ہے۔

کوئی : یہی امراؤجان ہے۔

عدالتی کا رندہ: آداب عرض

امراؤ : آداب

کارندہ : امراؤجان آپ ہی کا نام ہے؟

امراؤ : جی ہاں

کارندہ : میں عدالت کا ایک کارندہ ہوں۔ استغاثے کے
مطابق گوہر مرزا ولد، جہاں دارمرزا نے عدالت

میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کی منکوحہ بیوی
مسمات امراؤ جان طلاق لئے بغیر کسی دوسرے
شخص کے ساتھ رہنا چاہتی ہیں۔ اٹھارہ تاریخ
کو آپ کی پیشی ہے۔ عدالت میں حاضر ہو
جایئے گا۔ مچلکہ لیا جائے گا۔ یہ رہا اطلاع
نامہ۔ آداب عرض ہے۔

گوہر مرزا: یہ ہمارے نکاح نامے کی نقل ہے۔ بوا اور خانم کے علاوہ دس پندرہ گواہ اور ہیں جو نکاح میں شریک ہوئے تھے۔ تمھاری ضد نے بہت پیسے خرچ کروا دیے۔ کرنا ہی پڑا، ایک ہزار۔

امراؤ : یہ جھوٹ ہے، یہ سب جھوٹ ہے۔

گوہر : تمھارے سر کی قسم امراؤ۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ اور سچ پوچھو تو خانم کا بھی قصور نہیں ہے اس عمر میں وہ اور کیا کر سکتی ہیں اس نئی چھوکری کے جوان ہو نے تک کیا کریں۔ ہم سب قسمت کے مارے ہیں۔

امراؤ : قسمت کے نہیں، حالات کے، تم یہ مقدمہ واپس نہیں لے سکتے؟

گوہر : خانم کے ٹکڑوں پہ پلنے والا اتنی جرات نہیں کر سکتا۔

امراؤ : تم کانپور چلے جاؤ، میرا مکان خالی ہے۔

گوہر : اور کھاؤں گا کیا؟

حسینی : کمبخت۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت عباس کا علم ٹوٹے۔ اسے بھی اسی وقت جانا رہ گیا تھا۔ شہر میں ندھیر مچا ہے۔ گورے گلی گلی گھوم رہے ہیں۔ یااللہ مدد کیجئے۔ یا مشکل کشا مدد فرمائیے۔

کوئی مرد : خانم صاحب، خانم صاحب ، ارے باپ رے، گورے دروازہ توڑے ڈالتے ہیں۔ ہم لوگ دیو ار پھاند کر نکل چلیں۔

کوئی : آیئے میرے ساتھ۔۔۔۔۔۔، جلدی کرو، آؤ، جلدی کرو

کوئی : آؤ۔۔۔۔آؤ، جلدی آؤ، جلدی چلو۔

کوئی : الوداع، اے بے کسوں مظلوموں کے۔۔۔۔۔

الوداع الوداع، اے صاحب۔۔۔۔۔۔الوداع

کوچبان : فیض آباد آ گیا، بی بی ، بنارس جانے والا قافلہ سویرے جائے گا۔ رات یہیں کہیں کاٹنی ہو گی۔

خانم : یہاں، اس ویرانے میں؟

کوچبان : کیا کیا جائے، مجبوری ہے۔

خانم : ہائے قسمت

امراؤ (تصور میں): یہ کیا جگے (جگہ) ہے دوستو

اک ایسی شے کا کیوں ہمیں

اک ایسی شے کا کیوں ہمیں ازل سے انتظار ہے

ازل سے انتظار ہے

سامعین : واہ، واہ واہ، ماشاءاللہ، واہ

کوئی سامع: فیض آباد میں آپ کے گانے سے زیادہ آپ کی شاعری کی دھاک بیٹھ گئی۔

ایک اور سامع: بے شک

امراؤ : کچھ مجرے بھی آتے رہیں تو اچھا ہے، میر صاحب

سامع : بے شک

امراؤ : خالی شاعری سے پیٹ نہیں بھرتا۔

سامع : اجی، ہمارے محلے کا مجرا تو یاد ہے، نا، پرسوں۔

امراؤ : یہ کیا جگّے (جگہ) ہے دوستو

یہ کیا جگّے ہے دوستو، یہ کونسا دیار ہے

حد نگاہ تک جہاں

حد نگاہ تک جہاں غبار ہی غبار ہے

غبار ہی غبار ہے

یہ کیا جگّے ہے دوستو

یہ کس مقام پر حیات مجھ کو لے کے آ گئی

مجھ کو لے کے آ گئی

نہ بس خوشی پہ ہے جہاں

نہ بس خوشی پہ ہے جہاں نہ غم پر اختیار ہے

نہ غم پہ اختیار ہے

یہ کیا جگّے ہے دوستو، یہ کونسا دیار ہے

یہ کونسا دیار ہے

تمام عمر کا حساب

مانگتی ہے زندگی
یہ میرا دل کہے تو کیا
یہ میرا دل کہے تو کیا کہ خود سے شرمسار ہے
کہ خود سے شرمسار ہے
یہ کیا جگہ ہے دوستو، یہ کون سا دیار ہے
یہ کونسا دیا رہے
بلا رہا ہے کون
بلا رہا ہے کون مجھ کو چلمنوں کے اس طرف
میرے لئے بھی کیا کوئی
میرے لئے بھی کیا کوئی اداس و بیقرار ہے
اداس و بے قرار ہے
حد ِنگاہ تک جہاں غبار ہی غبار ہے
غبار ہی غبار ہے
یہ کیا جگہ ہے دوستو

امراؤ کی ماں: تمھیں لکھنو سے آئی ہو؟

امراؤ : جی ہاں۔

امراؤ کی ماں: تمھارا نام کیا ہے؟

امراؤ : نام جان کر کیا کریے گا۔

امراؤ کی ماں: کیا تم ذات کی پتریا ہو؟

امراؤ : جی نہیں وقت نے بنا دیا ہے۔

ماں : کچھ تو بتاؤ بیٹی اپنے بارے میں کہ تم کون ہو؟

امراؤ : کیا بتاؤں، کیا بتاؤں کہ میں کون ہوں۔

ماں : تمھارا اصلی گھر کہاں ہے۔

امراؤ : اصلی وطن تو یہی ہے جہاں میں کھڑی ہوں۔

ماں : کیا تم، کیا تم امیرن ہو؟

امراؤ : ہاں

ماں : ہائے، میری بچی، کہاں چلی گئی تھی تو؟

امراؤ : بھیا اور ابا کہاں ہیں؟

ماں : ابا تو تیرے کب کے سدھارے بٹیا، ہائے
میری لعل، کہاں چلی گئی تھی چندا، ماں
صدقے اپنی بیٹی کے، اے میری لعل، ماں کی
نگری اجاڑ کے کونسی نگری بسائی امیرن۔

امراؤ کا بھائی: نہیں اماں، یہ امیرن نہیں، یہ لکھنو کی

مشہور طوائف امراؤ جان ہے۔

امراؤ (تصور میں): گائے، گائے کا بچہ

بھائی (تصور میں): گائے کا بچہ

امراؤ (تصور میں): گائے کھائے چارا

بھائی (تصور میں): گائے کھائے چارا

امراؤ (تصور): ہم کھائیں گڑ

بھائی (تصور): ہم کھائیں گہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امراؤ : بھیا

بھائی : خوب گھرانے کا نام روشن کیا ہے !

امراؤ : بھیا

بھائی : ہم تو سمجھے تھے کہ تم مر گئی ہو۔ لیکن تم ابھی تک زندہ ہو۔تمھیں توچلو بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیے تھا۔ بہتر ہو گا۔ تم یہاں سے چلی جاؤ۔

امراؤ کی ماں: امیر ،میری بچی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امراؤ کا بھائی: اماں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

امراؤ کی ماں: نہیں نہیں۔